ثاقبہ رحیم الدین۔ بچوں کے ادب کی مصنفہ

منزہ منور سلہری

Munazza Munawar Sulehri

Assistant Professor and PhD Scholar,

Lahore Garrison University, Lahore.

ڈاکٹر محمد ارشد اویسی

Dr.Muhammad Arshad Ovaisi

Head of Urdu department,

Lahore Garrison University, Lahore.

***Abstract**:*

Begum Saqiba Rahimuddin holds an esteemed position in the literary world of Pakistan as an author of children's literatureand serious literary books. She is also well known for her welfare work, especially in the field of education, upbringing and care of underprivileged children and social welfare.In this article, Saqib Rahimuddin's children's literature is highlighted, so that their stories can be seen in front of reader.

ثاقبہ رحیم الدین ادبی دنیا میں نمایاں مقام رکھتی ہیں۔آپ نے کم وبیش ادب کی ہر صنف میں طبع آزمائی کی ،آپ نے افسانوں، کالموں، مضامین، سفرناموں اور خاص طور پر بچوں کے ادب کے ادب کے حوالے سے ادبی دنیا سے دادِ تحسین حاصل کی۔آپ اپنی دنیا میں میں ایک انجمن ہیں۔پاکستان چلڈرنز اکیڈمی کی تاحیات چیئر پرسن کے فرائض کی بجا آوری میں کوشاں ہیں،ادبی ٹرسٹ قلم قبیلہ کے حوالے سے اہلِ قلم کی سرپرستی اور علمی وادبی دنیا میں تصنیف وتالیف کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے دیپ سے دیپ روشن ہو رہے ہیں،لیکن ہر کام میں جذبۂ خدمت خلق اور نسل نو کی ذہنی و فکری تربیت کا مقصد پیش نظر ہے۔

بیگم ثاقبہ رحیم الدین کا تعلق معروف علمی وادبی گھرانے سے ہے۔آپ کے والد ڈاکٹر محمد حسین ۱۹۴۸ میں پاکستان میں وفاقی وزیرِ تعلیم رہے،اس کے علاوہ آپ ڈھاکہ یونیورسٹی میں ۱۹۶۰ سے ۱۹۶۳ تک وائس چانسلر رہے اور ۱۹۶۷ سے وفات (۱۹۷۵) تک کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر

رہے۔آپ کی گراں قدر علمی خدمات کی بنا پر کراچی یونیورسٹی کی لائبریری کو "محمد حسین لائبریری" کے نام سے منسوب کیا۔آپ کے والد نے انٹرنیشنل ریلیشن اور تاریخ کی مستند کتابیں تحریر کریں۔آپ کے چچا ڈاکٹر ذاکر حسین ہندوستان کے معروف ماہرِ تعلیم اور تیسرے صدرِ مملکت (۱۹۶۷ء تا ۱۹۶۹ء) تک رہے،اس کے علاوہ دیوان غالب کا انگریزی ترجمہ کرنے پر بہترین ادبی ایوارڈ ''پدم بھوشن'' سے نوازا گیا۔رضیہ بتول اپنی کتاب'' ثاقبہ۔ایک تحریک'' بیگم ثاقبہ کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہتی ہیں:

> ''ثاقبہ کا علمی و ادبی مزاج خاندانی ورثہ ہے۔یہی وجہ ہے کہ ان کی شخصیت ذہانت وشرافت،خوش گفتاری،معاملہ فہمی اور سلیقہ مندی کا مرقع ہے۔ان کی شخصیت کا حوالہ تو وہ خلوص ہے جو ہر عمر اور ہر طبقے کے لوگوں کے لیے ان کے دل میں اُمڈا چلا جاتا ہے۔''(۱)

ثاقبہ نے اپنی ادبی زندگی کا آغاز بچوں کے ادب سے کیا۔جہاں تک بڑے بڑے ادیبوں کا تعلق ہے ان کی اکثریت کو اس بات کا ادراک ہے کہ بچوں کے لیے لکھنا زیادہ مشکل ہے۔اس کے علاوہ آج کے ادبی ماحول میں بڑوں کے ادب کو پزیرائی جلد مل جاتی ہے،اس لیے بہت ہی کم لکھنے والے بچوں کے ادب کی طرف توجہ دیتے ہیں لیکن بیگم ثاقبہ کی منصوبہ بندی اور حکمت کے حوالے سے دیکھیں تو آپ نے بڑی حقیقت پسندی سے بچوں کے لیے لکھنے سے متعلق تمام امور اور نکات کا جائزہ لیا اور پھر بڑی سچائی سے جو آواز اندر سے آئی اُسے قبول کر کے لکھنا شروع کیا۔اس سلسلے میں عرفان احمد بیگ، ''قلم قبیلہ،ایک ادارہ ایک تحریک'' میں لکھتے ہیں:

> ''اگر ان کی شخصیت کا تجزیہ کیا جائے تو یہ صورتحال سامنے آتی ہے کہ بیگم ثاقبہ رحیم الدین کو اگر محبت کے حوالے سے کسی محبت کا بالکل صحیح اور قدرے مکمل ادراک ہوا ہے تو وہ بچوں کی محبت ہی ہے۔''(۲)

بچوں کے لیے کہانیوں پر مشتمل بیگم ثاقبہ کی ۱۹۸۴ء سے اب تک ۹ کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ان میں پہلی کتاب ''صبح کا تارا'' ۱۹۸۴ء میں، ''جاگو جاگو پاکستان'' ۱۹۹۰ء میں، ''دوستو چلے چلو'' ۱۹۹۱ء میں، ''سورج ڈھلے'' ۱۹۹۲ء میں، ''کرنیں'' ۱۹۹۵ء میں، ''چاند نکلا'' ۱۹۹۶ء میں، ''گلاب'' ۱۹۹۸ء میں، ''بادل جھومے'' ۲۰۰۱ء میں اور ''نیند آئی'' ۲۰۰۴ء شامل ہیں۔

ثاقبہ رحیم الدین نے بچوں کے لیے جو کچھ بھی لکھا بے لوث محبت، سچی اور گہری لگن سے لکھا اور تسلسل کے ساتھ لکھ رہی ہیں۔بچوں کے لیے لکھی جانے والی کہانیوں میں ان کا انداز منفرد ہے۔آپ صرف بچوں کی تفریح کے لیے نہیں لکھتی بلکہ ان کے پیش نظر بچوں کی اصلاح اور اخلاقی تربیت بھی ہے۔ان کی کہانیاں اپنی انفرادی خوشبو رکھتی ہیں اس کی وجہ ان کا ذاتی مشاہدہ اور تجربہ شامل ہے۔وہ

بچوں سے میل ملاپ کے دوران واقعات، تاثرات اور سماجی رویوں سے کہانی ڈھونڈ لیتی ہیں۔ بقول جاوید نظر:

> ''اُردو زبان کی یہ خوش قسمتی ہے کہ اس کو ثاقبہ رحیم الدین جیسی
> کہانیاں لکھنے والی میسر آئی۔''(۳)

ثاقبہ رحیم الدین کہانی کو اپنے خاص انداز سے آگے بڑھاتی ہیں نئے دور کے تقاضوں سے معمور ہونے کے باوجود ثاقبہ نے اپنے روایتی انداز کو نظر انداز نہیں کیا بلکہ وہ ہر جگہ نظر آتا ہے۔ کہانی ''عقاب'' کے ذریعے اپنے دل کی بات با آسانی سے کہہ جاتی ہیں، جو تمام پاکستانی لوگوں اور آنے والی نسلوں کے لیے لمحہ فکر یہ ہے۔ جیسے:

> ''ہم پاکستانی کیوں نہیں اپنے خون پسینے کی کمائی سے دن رات کام
> کر کے Air craft carrier بنا سکتے؟ کیا یہ ہمیشہ ناممکن رہے گا''(۴)

بچوں کی ذہنی تربیت اور ذہنی سطح بلند کرنے کے لیے ثاقبہ طرح طرح کے تجربات کرتی ہیں۔ وہ بچوں کو انگریزی اور اُردو زبان کے مختلف الفاظ سے متعارف کرواتی ہیں وہ ایسے الفاظ ہیں جو ہر جگہ ان کے کام آئیں گے۔ اس طرح کے الفاظ کے بارے تجسس پیدا ہوتا ہے، جیسے کرنیں کی ایک کہانی کی مثال:

> ''برفانی چیتا (snow leapord) نو ہزار سے اٹھارہ ہزار فٹ
> بلندی پر برف پوش چٹانوں میں ملتا ہے۔۔۔۔اسی علاقے میں
> بھیڑیا (wolf) کثرت سے پایا جاتا ہے۔''(۵)

اللہ سے محبت ثاقبہ نے انسان کی محبت کے درجے کو حاصل کر کے پائی۔ وہ اللہ کے بندوں سے محبت کرتی ہیں اس کے جواب میں انہیں نا صرف اللہ کی محبت حاصل ہوتی ہے بلکہ دنیا کی تمام نعمتیں حاصل ہوتی ہیں، ننھے بچوں سے محبت ان کی روح و قلب کو تازگی بخشتی ہیں اور وہ اس کا اظہار اپنی خوبصورت اور سبق آموز کہانیوں میں کرتی ہیں اس حوالے سے بات کرتے ہوئے فتح محمد ملک لکھتے ہیں:

> ''اپنی ذات میں بچے کی سادگی اور معصومیت اور حیرت کو زندہ رکھنا
> ایک ایسا کمال ہے جو ہمارے زمانے میں نایاب نہیں تو کمیاب
> ضرور ہے۔ ثاقبہ رحیم الدین اس جنس نایاب کو نئی نسل میں عام
> کرنے میں مصروف ہیں۔''(۶)

بطور ادیب ثاقبہ کے ہاں فن کے تقاضے اور اُسلوب کی تازگی و شادابی دونوں میں حب الوطنی کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ وہ قوم کے مجاہدوں اور جانثاروں کو نظر انداز نہیں کرتیں بلکہ ان کا ایسا ذکر کرتی ہیں کہ بچوں کے دل میں جذبہ جہاد بھی پیدا ہوتا ہے اور وطن کی حفاظت کے فرائض سے بھی

آ گاہی ہوتی ہے۔مجموعہ ''کرنیں'' میں شامل کہانی چراغ اس کی ایک خوبصورت مثال ہے،اس میں نشانِ حیدر حاصل کرنے والے جانثاروں کا ایک الگ احوال درج ہے جو جا بجا طور پر بچوں کی توجہ حاصل کرتے ہیں،مثلاً جہاد کے بارے میں ملاحظہ کریں:

''پیارے بچوں! جہاد کے معنی کوشش اور جہاد کرنے کے ہیں ویسے تو بری باتوں اور بری عادتوں کو مٹانا اور اچھے اخلاق اور علم کو پھیلانا بھی جہاد ہے۔مگر عام طور سے جہاد کا لفظ اس جنگ کے لیے استعمال ہوتا ہے جو خدا کی راہ میں جان و مال کی بازی لگا کر کی جائے جو جنگ ذاتی فائدے ،دولت،دشمنی،انتقام اور بے جا اقتدار کے لیے کی جاتی ہے جہاد نہیں کہلاتی۔''(۷)

ثاقبہ کی ذاتی صلاحیت اور خلوص کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔جس کی وجہ سے ثاقبہ اپنے خانوادے کے تعارف کے بغیر بھی ادب میں جس مقام پر کھڑی ہیں اس کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ثاقبہ کی کہانیاں شہروں شہروں،گاؤں گاؤں اور ملکوں ملکوں سفر کرتی ہیں۔مختلف علاقوں کی تہذیب س و روایت اور جغرافیے کے بارے میں ثاقبہ نے بہت واضح انداز میں لکھا ہے۔ان کی کہانیوں کا آغاز کسی نہ کسی علاقے کے تعارف سے ہوتا ہے۔علاقوں کے بارے لکھتے ہوئے ثاقبہ اب جگہوں سے وابستہ واقعات اور مذہبی معلومات بہم پہنچاتی ہیں:

''آج ہم کنٹن پہنچے،میرے پیارے بچوں یہاں کی یہ بات تو میں تمام عمر نہیں بھول سکتی کہ ہمارے رسول ﷺ کے حکم پر اسلام پھیلانے کے لیے صحابی ابی وقاص اور ان کے ساتھیوں نے canten یعنی چین میں تیرا سو سال پہلے مسجد بنائی یہ مسجد آج بھی قائم ہے اور اذان ہوتی ہے اور چینی مسلمان نماز ادا کرتے ہیں۔''(۸)

ثاقبہ رحیم الدین کی کہانیوں میں وہ سب کچھ ہے جو بچوں کی ذہنی نشو و نما اور تفریح کے لیے ضروری ہے۔ثاقبہ کا ایک اور کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے بچوں کا رشتہ کتاب سے جوڑنے کی کوشش کی ہے۔کتاب انسان کی سب سے بہترین دوست ہے اس سے بہتر کوئی تفریح نہیں،بچوں کے لیے ثاقبہ کی کہانیاں مکمل تفریح کا وسیلہ ہیں۔آپ نے بچوں کے ادب کے حوالے سے ادبی اور سماجی خدمات کو کسی طور پر بھی نظر انداز نہیں کیا۔پاکستان میں جہاں بھی آپ کو بچوں کے ادب کے حوالے سے کمی محسوس کی تو اس خلا کو پُر کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے اس میں آپ مکمل طور پر کامیاب ہیں۔بچوں کے لیے صحت مند اور معیاری ادب کا فروغ ان کا مشن ہے،بچوں کی کہانیوں میں مامتا پورے عروج پر ہوتی ہے،وہ کہانی لکھتے ہوئے بچوں کی دلچسپی کو مدنظر رکھتی ہیں۔یہ طرز انداز اتنا انوکھا اور رواں ہے کہ بچہ کہانی پڑھتے

ہوئے ہر سطر سے لطف اندوز ہو رہا ہوتا ہے۔ان کی کہانیوں میں چھپے ہوئے مقصد کی طرف توجہ مبذول رکھتا ہے۔اس حوالے سے ممتاز مفتی لکھتے ہیں:

> ’’بچوں کے مطالعے میں ثاقبہ pied piper ہے۔پاکستان کیا ساری دنیا کے بچے اس کی بانسری کی آواز سننے کے لیے بے چین رہتے ہیں۔‘‘(۹)

بیگم ثاقبہ بچوں کی ہر کہانی کے آغاز میں تصویری خاکہ پیش کرتی ہیں۔ان رنگین تصویروں سے بچے اور زیادہ دلچسپی لے کر کہانی پڑھتے ہیں۔ثاقبہ کی کہانیاں جہاں تفریح اور سوچنے کے لیے موضوعات فراہم کرتی ہیں وہیں معاشرتی اقدار کا تحفظ بھی کرتی ہیں۔معاشرتی اقدار کا تحفظ،ترقی اور ترویج میں حصہ لے کر خود کو محبِّ وطن اور ذمہ دار پاکستانی ثابت کرتی ہیں۔آپ نے بچوں کے ادب کے حوالے سے گراں قدر خدمات انجام دیں اور بچوں کی تربیت کر کے اپنے وطن اور مستقبل کے نوجوانوں کی بے لوث خدمت کی ہے اور کر رہی ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ رضیہ بتول جعفری،ثاقبہ ایک تحریک،ملتان:عاتکہ پرنٹرز،اشاعت ۲۰۰۶ء،ص:۱۵۔۱۴

۲۔ عرفان احمد بیگ،قلم قبیلہ،ایک ادارہ ایک تحریک،راولپنڈی:پائپ بورڈ پرنٹرز،اشاعت ۲۰۰۱ء،ص:۱۴۶

۳۔ جاوید منظر،معاشرے میں بچوں کے ادب کی اہمیت،مشمولہ:قلم قبیلہ،سہ ماہی،شمارہ جنوری تا مارچ،راولپنڈی: پائپ بورڈ پرنٹرز،ص:۱۰۹

۴۔ ثاقبہ رحیم الدین،چھوٹوں سے پیار،مشمولہ:چاند نکلا،راولپنڈی:پائپ بورڈ پرنٹنگ،۱۹۹۶ء،ص:۵۱

۵۔ ثاقبہ رحیم الدین،اللہ کی تم سچ مچ پیاری ہو،مشمولہ:کرنیں،راولپنڈی:پائپ بورڈ پرنٹنگ،۲۰۰۷ء،ص:۲۲

۶۔ فتح محمد ملک،دوستو چلے چلو،ایک تعارف ایک تبصرہ،مشمولہ:دوستو چلے چلو،راولپنڈی:پائپ بورڈ پرنٹنگ، ص:۱۰

۷۔ ثاقبہ رحیم الدین،چراغ،مشمولہ:کرنیں،راولپنڈی:پائپ بورڈ پرنٹنگ،۲۰۰۷ء،ص:۳۲

۸۔ ثاقبہ رحیم الدین،ننھا پانڈا،مشمولہ:چاند نکلا،راولپنڈی:پائپ بورڈ پرنٹنگ،۱۹۹۶ء،ص:۱۱

۹۔ ممتاز مفتی،تہذیب کے زخم اور ثاقبہ،مشمولہ:ممتا ہی ممتا،کوئٹہ:پائپ بورڈ پرنٹنگ،۱۹۹۸ء،ص:۴۴

☆......☆......☆